HITEC ISLAMICUS
Vol- 1 Issue-2
ISSN- 2521-0777

In the Context of the Jurisprudential Perspectives on the Duration and Extent of Suckle (Raza'at) There is A Need for Thorough Research.

رضاعت کی مدت و مقدار کا فقہاء کی آراء کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

Javid Ghani
PhD Scholar Qurtuba university DI khan

Abstract

In this era of progress, women are distancing themselves from their inherent responsibilities, where the most crucial responsibility is the upbringing and education of children. In the pursuit of progress, women are neglecting their duties, and in this context, the need for the establishment of contentment in the upbringing of children is essential. In this era of progress, women are showing laxity in fulfilling the duty of contentment. The purpose of this observation is to highlight the significance of contentment and to comprehend the principles of the duration and quantity of contentment in the jurisprudence of Islamic teachings.

Key Words: Women, Jurisprudential, Duration, Suckle

تعارف:

دینا دن بدن ترقی کی منازل طے کرتی جارہی ہے۔ دنیا میں ہر انسان ترقی کا خواہاں ہے مختصر وقت میں آگے سے اگے بڑھنے کی کوشش جاری ہے۔ اس ترقی کی دوڑ میں خواتین بھی کسی سے پیچھے نہیں مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کے جذبہ نے انہیں اپنی بنیادی ذمہ داریوں سے دور کر دیا جس میں سب سے بڑی ذمہ داری بچوں کی پرورش اور تربیت ہے۔ بچوں کی پرورش میں رضاعت بنیادی ضرورت ہے ترقی کے اس دور میں خواتین رضاعت کے بنیادی فرض کی ادائیگی میں سستی کر رہی ہیں اس مقالہ کا مقصد رضاعت کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے اور رضاعت کی مدت اور مقدار کا فقہاء کی آراء کی روشنی میں جائزہ لینا ہے۔

رضاعت کی تعریف

لسابن منظور نے رضاعت کے لغوی معنی بیان کئے ہیں'' مص الثدی و شرب لبن''[1]

''چھاتی سے چوس کر دودھ پینا''.

رضاعت کے اصطلاحی معنی:۔

ھدایہ میں اس کا معنی :

وفی الشریعۃ عبارۃ عن مص مخصوص وھو ان یکون صبیاً رضیعاً من ثدی مخصوص وھو ثدی الأدمیۃ فی وقت مخصوص [2]

''مخصوص طریقے سے مخصوص وقت میں بچے کا عورت کی چھاتی سے دودھ چوسنے کا نام رضاعت ہے :

عبدالرحمن مبارکپوریؒ تحفۃ الاحوذی میں شافعیہ کے ہاں اس کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

''عرفہ الشافیعۃ:**اسم لحصول لبن أمرأ ۃ أو ما حصل منھا فی معدۃ طفل او دماغہ.**[3]

''عورت کے دودھ کو بچے کے معدے اور پیٹ میں پہنچانے کا نام رضاعت ہے''.

مالکیہ کے ہاں رضاعت کی تعریف:۔

''وصول لبن المرأۃ وأن کانت میتۃً أو صغیرۃً لجوف رضیع۔''[4]

رضاعت اس دودھ کو کہتے ہیں جو رضیع کے پیٹ میں چلا جائے چاہے میتہ یا بچی سے ہو۔

خلاصہ بحث:

فقہاء کی تعریف کو ملحوظ رکھتے ہوئے رضاعت کی جامع تعریف یہ ہے۔ رضیع کا مدت رضاعت میں عورت کا دودھ پینا رضاعت کہلاتا ہے۔

مبحث ثانی:

مدت رضاعت کی تحقیق

مدت رضاعت میں اقوال فقہاء:۔

مدت رضاعت کتنی ہے آیا دو سال ہے یا اڑھائی سال؟ اس میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔

جمہور اور صاحبین کا مسلک:۔

ھدایہ میں علامہ مرغینانیؒ لکھتے ہیں:

جمہور کا مذہب، مدت رضاعت دو سال ہے، باقی تمام ائمہ جمہور کے اس مؤقف میں یہی مسلک رکھتے ہیں۔[5]

امام ابو حنیفہؒ کا مسلک:۔

امام صاحبؒ کا مذہب یہ ہے کہ مدت رضاعت تیس مہینے (اڑھائی) سال ہے۔[6]

امام زفرؒ کا مسلک:۔

صاحب ھدایہ فرماتے ہیں۔

''وقال زفر ثلثۃ احوال لان الحول حسن للتحول من حال الی حال ولا بُد من الزیادۃ علی الحولین۔''[7]

امام زفرؒ نے فرمایا کہ مدت رضاعت تین سال ہے۔

امام زفرؒ کی دلیل:۔

لان سے امام زفرؒ کی دلیل بیان کی گئی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ دو سال کے بعد ایسا وقت آتا ہے جب بچہ دودھ کے علاوہ مختلف غذاؤں کا استعمال کرنا شروع کرتا ہے، تاکہ دودھ سے حاصل ہونے والی نشو و نما منقطع ہو جاتی ہے۔ اس طرح کی مدت ایک سال ہوتی ہے، جس میں بچہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ چونکہ ایک سال میں چار فصلیں ہوتی ہیں، اس لئے رضاعت کی مدت کو تین سال مقرر کی گئی ہے۔

جمہور کے دلائل:۔

پہلی دلیل: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ.[8]

لڑکے والیاں دودھ پلاویں اپنے لڑکوں کو دو برس۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مدت رضاعت دو سال ہے۔

دوسری دلیل:۔

دار قطنی میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''لا رضاع الا ماکان فی الحولین.[9]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں رضاعت مگر دو سالوں میں۔

تیسری دلیل:۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

’ وَحَمْلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا[10]

’حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے

ابن ہمامؒ فرماتے ہیں:۔

آپؒ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔اقل مدت حمل چھ ماہ ہے’ فبقی الفصال حولان“[11]

باقی مدت دو سال دودھ چھڑانے کی ہے۔

چوتھی دلیل:۔

جمہور کا قول اس فرمان الٰہی سے ثابت ہوتا ہے۔حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَہْنًا عَلٰی وَہْنٍ وَّفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ [12]

اور دودھ چھڑانا اس کا دو برس میں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ مدت رضاعت دو سال ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے دلائل:۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلَاثُونَ شَہْرًا‘[13]

صاحب ھدایہ فرماتے ہیں:۔

اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے یہاں اللہ رب العزت نے دو چیزوں کی مدت کو ذکر فرمایا ہے۔(حمل اور فصال)

البتہ دونوں میں ایک (مدت حمل) کو کم کرنے والی دلیل موجود ہے،اور وہ دلیل منقص حضرت عائشہؓ کا قول ہے”الولد لا یبقی فی بطن أمہ أکثر من سنتین ولو بقدر فلکۃ مغزل.“
یعنی بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال

سے زیادہ نہیں رہتا اگرچہ وہ تکلے کے دمڑکے کی مقدار ہی کیوں نہ ہو۔پس باری تعالیٰ کا دوسرا قول (فصال) میں اپنے ظاہر پر باقی رہے گا اور وہ تیس ماہ ہے۔لہٰذا ثابت ہو گیا کہ دودھ چھڑانے کی مدت اڑھائی سال ہے۔[14])

دوسری دلیل:

صاحب ھدایہ عقلی دلیل یہ بیان کرتے ہیں۔

ولا نہ لا بد من تغییر الغذاء لینقطع الا بنات باللبن وذلک بزیادۃ مدۃ یتعود الصبی فیھا غیرہ فقدرت بادنٰی مدۃ الحمل لا نھا مغیرۃ فان غذاء الجنین یغایرغذاء الرضیع کما یُغا یر غذاء الفطیم۔[15]

اس کا حاصل یہ ہے کہ رضیع کے لیے تغییر غذا ضروری ہے تاکہ دودھ کے ذریعے نشوونما منقطع ہو کر دوسری چیز سے حاصل ہو سکے۔کیونکہ بیک وقت دودھ چھڑانا بچے کے لیے مہلک ہو سکتا ہے۔امام صاحبؒ نے اس ادنی مدت کو مدت حمل کے ساتھ مقدر کیا ہے۔اس لیے کہ یہ مدت غذا کو بدل دینے والی ہے۔کیونکہ جنین کی غذا رضیع کی غذا کے مغایر

HITEC ISLAMICUS
Vol- 1 Issue-2
ISSN- 2521-0777

ہے اس لیے جنین کی غذا فطیم کی غذا کے مغایر ہے، کیونکہ رضیع کی غذا صرف دودھ ہے اور فطیم کی کبھی دودھ کبھی طعام۔ حاصل یہ کہ تغییر غذا ضروری ہے اور تغییر غذا کے لئے چھ ماہ کی مدت درکار ہے۔ تاکہ بچہ ایک غذا سے دوسری کی طرف منتقل ہو جائے۔

امام ابو حنیفہؒ کے دلائل کا تجزیہ:۔

دونوں حضرات کے دلائل کو بنظر انصاف سے دیکھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمہور اور صاحبین کا مسلک دلائل کی رو سے قوی ہے اور راجح ہے۔

علامہ ابن نجیمؒ کی رائے:۔"ولا یخفی قوة دلیلها."[16] اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جمہور اور صاحبین کا مذہب دلائل کے اعتبار سے قوی ہے اس لیے آیت میں ہے۔

1-وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ[17]۔ "دودھ پلانے والیاں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال آگے اللہ نے فرمایا" لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ'[18] اس کے لیے جو اس مدت کو پورا کرنا چاہے۔ یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حولین کے تام ہونے کے بعد رضاعت نہیں ہے۔

اعتراض:

اس آیت پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ آگے ہے۔

"فَإِنْ أَرَادَا فِصَالاً عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا[19]۔'

کہ دو سالوں کے بعد دودھ چھڑانا رضامندی اور مشورے پر موقوف ہے۔ معلوم ہوا کہ رضامندی نہ ہو تو دو

سال کے بعد بھی دودھ پلایا جا سکتا ہے۔

جواب:

یہ ہے کہ رضامندی اور مشاورت دو سالوں کے اندر اندر ہے دو سالوں کے بعد ان کی حاجت ہی نہیں بلکہ دودھ چھڑانا متعین ہے۔

اس بحث سے معلوم ہو گیا کہ جمہور کا مذہب راجح ہے۔ حنفیہ کے یہاں بھی فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اور مدت رضاعت دو سال ہے لیکن اگر کسی بچے نے دو سال کے بعد ا ڈھائی سال کے اندر اندر دودھ پی لیا تو حرمت رضاعت احتیاطاً وہاں تسلیم کی جائے گی۔

خلاصہ بحث

دینا دن بدن ترقی کی منازل طے کرتی جا رہی ہے۔ دنیا میں ہر انسان ترقی کا خواہاں ہے مختصر وقت میں آگے سے اگے بڑھنے کی کوشش جاری ہے۔ اس ترقی کی دوڑ میں خواتین بھی کسی سے پیچھے نہیں مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کے جذبہ نے انہیں اپنی بنیادی ذمہ داریوں سے دور کر دیا جس میں سب سے بڑی ذمہ داری بچوں کی پرورش اور تربیت ہے۔ بچوں کی پرورش میں رضاعت بنیادی ضرورت ہے ترقی کے اس دور میں خواتیں رضاعت کے بنیادی فرض کی ادائیگی میں سستی کر رہی ہیں اس مقالہ کا مقصد رضاعت کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے اور رضاعت کی مدت اور مقدار کا فقہاء کی آراء کی روشنی میں جائزہ لینا ہے۔

تمام فقہاء اکرام کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جمہور کا مذہب راجح ہے اور رضاعت کی مدت قرآن وحدیث کی روشنی میں دو سال ہے۔ اگر اس مسئلہ میں عقلی آراء کو سامنے رکھا جائے تو بھی مدت رضاعت دو سال ہی مناسب لگتی ہے کیونکہ دو سال کی عمر ایسی ہے جس میں بچہ ہر غذا آسانی سے کھا سکتا ہے۔ اگر مدت دو سال سے زائد طے کیہ جائے ایک اور مشقت کا الزام کرنا پڑے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے امت کے بڑھانے کی ترغیب دی ہے اگر رضاعت کا سلسلہ دو سال سے تجاوز کرتا ہے تو اگلے بچے کی پیدائش اور پرورش میں مشکل پیش آئے گی۔

HITEC ISLAMICUS
Vol- 1 Issue-2
ISSN- 2521-0777

رہامسئلہ آجکل کے اس جدید دور کا تو اس میں رضاعت کا تصور بلکل کم ہوتا جا رہا ہے جو کہ زچہ ،بچہ دونوں کیلئے طبی حوالہ سے نامناسب ہے دو سال کی مدت رضاعت میں سے کم از کم ایک سال رضاعت لازمی ہونی چاہئے۔

مبحث ثالث:

مقدارِ رضاعت کی تحقیق

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ رضاعت کی کتنی مقدار محرم ہوتی ہے؟اس مسئلے میں چار مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب:۔

علامہ عینیؒ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں۔

رضاعت کی مقدار جو بھی ہو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔امام احمدؒ کی ایک مشہور روایت بھی یہی ہے۔[20](

دوسرا مذہب:۔

علامہ عینیؒ عمدۃ القاری میں دوسرا مذہب یہ بیان کرتے ہیں۔

حرمت رضاعت کم سے کم تین رضعات سے ثابت ہوگی اس سے کم میں نہیں ثابت ہوتی۔ابو عبیدہؒ، اسحاقؒ، داؤد ظاھریؒ اور ابن المنذرؒ کا یہی مذہب ہے امام احمدؒ کی ایک روایت بھی انہی کے مطابق ہے۔[21]

تیسرا مذہب:۔

پانچ رضاعت سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی اس سے کم میں نہیں ہوگی یہ پانچ رضعات بھی متفرق اوقات میں ہونے چاہیے۔[22]

چوتھا مذہب:۔

چوتھا مذہب ہے دس رضعات سے کم کی صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی حضرت حفصہؓ کا یہی مسلک ہے اور حضرت عائشہ سے بھی یہی مروی ہے[23]

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں حضرت عائشہؓ سے اس مسئلہ میں تین قول روایت کئے گئے ہیں(1)دس رضاعت کا(2)سات رضاعت کا(3)پانچ رضاعت کا[24]

دوسرے مذہب کی دلیل:۔

داؤد ظاھریؒ کی دلیل:

ترمذی شریف میں حدیث عائشہؓ ہے "لا تحرم المصتو لاالمصتان"[25](11)اس میں ایک گھونٹ اور دو گھونٹوں سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی لہٰذا مفہوم مخالف سے یہ بات ثابت ہوگئی، تین رضعات سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی اس سے کم سے نہیں ہوگی۔

تیسرے مذہب کی دلیل:۔

امام شافعیؒ کی دلیل:

ترمذی شریف میں حدیث ہے۔

"کان فیما انزل من القرآن عشر رضعات معلومات یحرمن، ثم نسخن بخمس معلومات فتوفی رسول اللہ ﷺ وھی فی ما یقرأ من القرآن۔"[26]

سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں قرآن میں پہلے یہ حکم نازل ہوا کہ دس مرتبہ دودھ چوسنے سے(حرمت ثابت ہوتی ہے)پھر اسے منسوخ کر دیا گیا اور پانچ متعین مرتبہ دودھ چوسنے کا

حکم باقی رہ گیا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو یہی حکم تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرمت رضاعت پانچ مرتبہ دودھ چوسنے سے ثابت ہو گی اس سے کم میں نہیں ہو گی۔

چوتھے مذہب کی دلیل:۔

حضرت حفصہؓ وعائشہؓ کی دلیل :

موطاء امام مالک میں حضرت صفیہ بنت ابی عبیدؓ کی روایت ہے۔

"أن حفصة أم المؤمنين ارسلت بعاصم بن عبدالله ابن سعد الى اختها فاطمة بن عمر بن الخطاب ترضع عشر رضعات ليدخل عليها وهو صغير يرضع، ففعلت، فكان يدخل عليها۔"[27](

جمہور کے دلائل

۔**باری تعالیٰ کا فرمان** "وَأُمَّهَاتُكُمُ اللاَّتِي أَرْضَعْنَكُم[28]. "تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے۔ اس میں **مطلق رضاعت کو سبب حرمت قرار دیا گیا ہے۔ قلیل وکثیر کی کوئی تفریق نہیں کی گئی۔**

امام ابو بکر جصاصؒ فرماتے ہیں:۔

اس آیت سے جمہور کے مسلک پر استدلال واضح ہے یہاں قلیل وکثیر کی کوئی قید نہیں ہے۔[29] لہٰذا مدت رضاعت میں تھوڑا دودھ پیا ہو یا زیادہ اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور جمہور کے اوپر اس آیت سے استدلال پر جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ امام ابو بکرؒ نے احکام القران میں ان پر مفصل بحث کی ہے۔

دوسری دلیل:۔

نبی پاکؐ کا فرمان:

"يحرم من الرضاع مايحرم من النسب[30]." رضاعت سے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب سے ہوتی ہے۔ یہاں بھی قلیل وکثیر کی کوئی قید نہیں ہے۔

تیسری دلیل:۔

جامع المسانید میں حضرت علیؓ سے مرفوع حدیث مذکور ہے۔

"يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب قليله و كثيره.[31]" رضاعت سے وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے ہو جاتے ہیں رضاعت قلیل ہو یا کثیر۔

چوتھی دلیل:۔

سنن نسائی میں حضرت قتادہؓ سے مروی ہے آپؓ فرماتے ہیں۔

كتبنا الى ابراهيم بن يزيد النخعي نسأ له عن الرضاع، فكتب أن شريحا حد ثنا ان عليا وابن مسعود كانا يقولان: يحرم عن الرضاع مايحرم من النسب قليله و كثيره۔[32]"

ہم نے ابراہیم نخعی کی طرف لکھا اور ہم نے ان سے رضاعت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے ہمیں (جواب میں) لکھا بے شک شریح نے ہم سے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ دونوں فرماتے ہیں کہ رضاعت سے وہ تمام رشتے بھی حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں چاہے رضاعت (قلیل یا کثیر) کم ہو یا زیادہ۔

پانچویں دلیل:۔

موطاء امام محمد میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

"ما كان من الحولين وأن كانت مصة واحدة فهي تحريم.[33]" دو سالوں میں اگرچہ ایک مرتبہ بھی دودھ چوسا ہو تو اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ یہاں بھی قلیل وکثیر کی کوئی قید نہیں ہے۔

چھٹی دلیل:۔

مصنف عبدالرزاق میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے راویت ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ رضاعت کی چھوٹی بڑی ہر مقدار محرم ہے۔[34]

ساتویں دلیل:۔

بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن حارثؓ سے روایت ہے۔ حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں میں نے ایک عورت سے نکاح کیا" فجاء تنا امر اۃ سوداء" ہمارے پاس ایک کالے رنگ کی عورت آئی اس نے کہا" ارضعتکما" میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے میں آپؐ کے پاس آیا میں نے آپؐ کو اس کی خبر دی کہ ہمارے پاس کالے رنگ کی عورت آئی ہے اس نے کہا ہے" انی قد ارضعتکما وھی کاذبۃ" میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔ آپؐ نے اس پر فرمایا" دعھا عنک" اپنی بیوی کو چھوڑ دے۔ اور یہ پیغمبر پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال نہیں فرمایا کہ رضاعت کتنی مرتبہ ہوئی۔[35](

آٹھویں دلیل:۔

مصنف عبدالرزاق میں متعدد آثار ہیں جو ہر قلیل وکثیر مقدار کے محرم ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔[36] (

دوسرے حضرات کے دلائل کا تجزیہ:۔

حرمت رضاعت کے متعلق جو احکام پہلے تھے وہ حضرت علیؓ کی مرفوع روایت سے منسوخ ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے۔ امام جصاصؒ نے احکام القرآن میں اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا اثر روایت کیا ہے کہ کسی نے ان کے سامنے "لا تحرم المصۃ ولا المصتان" کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا "قدکان ذلک فأما الیوم فالرضعۃ الواحدۃ تحرم[37]" آج کے بعد ایک مرتبہ رضاعت سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

نسخ کی دوسری دلیل:۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"کان فیما أنزل من القرآن عشر رضعات معلومات یحرمن، ثم نسخن بخمس معلومات، فتوفی رسول اللہﷺ وھی فیما یقرأ من القرآن۔" قرآن میں پہلے یہ حکم نازل ہوا کہ دس مرتبہ دودھ چوسنے سے (حرمت ثابت ہوتی ہے) پھر اسے منسوخ کر دیا گیا اور پانچ متعین مرتبہ دودھ چوسنے کا حکم باقی رہا۔ حالانکہ مصاحف عثمانیہ میں کہیں بھی خمس رضعات کے الفاظ موجود نہیں جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ الفاظ بعد میں منسوخ ہو گئے۔

اس حدیث کے یہ الفاظ" فتو فی رسول اللہﷺوھی فیما یقرأمن القرآن"

اس روایت کو نقل کرنے والے عمرہ کے تین شاگرد ہیں۔

۔1عبداللہ بن ابی بکرؒ2۔ یحییٰ بن سعید انصاریؒ3۔ قاسم بن محمدؒ

اسی روایت کو یحییٰ بن سعید انصاریؒ مسلم شریف میں ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ الفاظ "فتوفی رسول اللہﷺ

وھی فیما یقرأ من القرآن[38]" ذکر نہیں کرتے۔ عمرہ کے دوسرے شاگرد قاسم بن محمدؒ اسی روایت کو مشکل الآثار

میں ذکر کرتے ہیں لیکن وہ بھی ان الفاظ کو ذکر نہیں کرتے۔[39]

"المعتصر من المختصر" میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہؒ سے قاسم بن محمدؒ اور یحییٰ بن سعیدؒ دونوں احفظ ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ عبداللہ بن ابی بکرؒ کا وہم ہو۔[40] لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ جمہور کا مذہب قوی ہے۔ امام بخاریؒ کا رجحان بھی جمہور کی طرف ہے۔ کیونکہ امام بخاریؒ بخاری شریف میں عنوان قائم کرتے ہیں "مایحرم من القلیل الرضاع و کثیرہ

"[41] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ جمہور کے ہم خیال ہیں۔

خلاصہ بحث

محققین کی آراء کا مطالعہ کرنے سے جمہور فقہاء کا مذہب عقلا اور نقلا راجح ہے۔ رضاعت کی قلیل و کثیر دونوں مقدار سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ رضاعت کا مسئلہ بہت نازک ہے اگر جمہور کی رائے کا احترام نہیں کریں گے تو اس نازک مسئلہ میں مقدار رضاعت میں مبتلیٰ بہ میں اختلاف ہو گا کہ مقدار رضاعت پوری نہیں ہوئی۔ جو کہ دنیا و آخرت میں خسارہ کا باعث ہے۔ لہذا رضاعت کی قلیل و کثیر دونوں مقدار سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سفارشات

(1) رضاعت کے مسئلہ کی پیچیدگیاں اور جدید و قدیم صورتوں کی مکمل تحقیق کی جائے اس پر کم از کم ایم۔ فل لیول کی ریسرچ پیش کی جائے،

(2) اس طرح کے اور فقہی مسائل پر محققین قلم اٹھائیں اور تحقیق پیش کریں۔

(3) عائلی زندگی کے مسائل کا سامنا ہر مکلف کو کرنا پڑتا ہے جیسے طلاق و نکاح وغیرہ ان پر تحقیقی کام کیا جائے اور سلیبس کا حصہ بنایا جائے

(4) رضاعت بچوں کا بنیادی حق ہے بچوں کو اس حق سے بغیر کسی عذر کے محروم کرنا گناہ ہے۔ مائیں اس حق کو بخوبی سر انجام دیں۔

HITEC ISLAMICUS
Vol- 1 Issue-2
ISSN- 2521-0777

حوالہ جات

ـ [1] ابن منظور، ابو الفضل جمال الدین محمد، لسان العرب (مصر: مطبعۃ المیریۃ بولاق، 1304ھ) ج3، ص1660

[2] لکھنوی، محمد عبدالحی، حاشیہ مع الھدایہ (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن) ج2، ص320

ـ [3]مبارکپوری، عبدالرحمن، تحفۃ الاحوذی (کراچی: قدیمی کتب خانہ، س ن) ج4، ص334

ـ [4]ایضاً، ج4ص334

- مرغینانی، برھان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر، ھدایہ (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن) ج2، ص369 [5]

[6]ایضاً

ـ [7]ایضاً، ص379

[8]البقرہ:233-

[9]دار قطنی، حافظ علی بن عمر، سنن دار قطنی (بیروت: مکتبہ العصریۃ، 2010) ج4، ص174

[10]الأحقاف46:15

[11]ابن ہمام، فتح القدیر، ج3، ص309

[12]لقمان14 : 31

[13]احقاف15 : 46

[14] مرغینانی، ھدایہ، ج2، ص370

[15]ایضاً

[16]حنفی، محمد بن حسین بن علی، البحر الرائق (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، س ن) ج3، ص223

[17]البقرہ 233

[18]البقرہ233: 2

[19]ایضا

[20]عینی، بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1426ھ) ج20، ص96

[21]ایضاً

[22]ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 2009) ج3، ص305

[23]سجستانی، انس بن مالک، موطاء امام مالک (لاہور: مکتبۃ الحسن، س ن) ص534

[24]عینی، عمدۃ القاری، ج20، ص96

[25]ترمذی، سنن ترمذی، ج1، ص347

[26]ایضاً

[27]سجستانی، موطاء امام مالک، ص535

[28]النساء23 : 4

[29]ابن عربی، ابی بکر محمد بن عبداللہ، احکام القرآن (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 2003) ج2، ص124

[30] 31 خوارزمی، محمد بن محمود، جامع المسانید (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، س ن) ج2، ص97

[31]نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی، سنن نسائی (لاہور: میزان، س ن) ج2، ص81-

[32]نسائی، سنن نسائی، ج2، ص82

[33] شیبانی، محمد بن حسن، موطاء امام محمد (بیروت: المکتبۃ العلمیۃ، س ن) ص 276

[34] ہمام بن نافع، ابی بکر عبد الرزاق، مصنف عبد الرزاق (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2001) ج 7، ص 466

[35] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (لاہور: میزان، 1425ھ) ج 2، ص 764

[36] ہمام بن نافع، مصنف عبد الرزاق، ج 7، ص 467

[37] بن عربی، احکام القرآن، ج 2، ص 125

[38] ابن الحجاج، ابو الحسن المسلم، صحیح المسلم (کراچی: قدیمی کتب خانہ، س ن) ج 1، ص 469

[39] طحاوی، ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ، مشکل الآثار للطحاوی (بیروت: الادارۃ العامۃ، 2010) ج 3، ص 7

[40] ابی المحاسن، یوسف بن عیسیٰ، المعتصر من المختصر (بیروت: عالم الکتب، س ن) ج 1، ص 321

[41] بخاری، الجامع الصحیح، ج 2، ص 764